AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),122-132
https://almisbah.info/

غنية القاري شرح صحيح البخاري میں موجود روایات حج کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF HAJJ TRADITIONS IN OF GHANIYAT UL-QARI SHARH SAHIH UL-BUKHARI

*Imran Javed
**Dr Muhammad Riaz Khan Al Azahri

ABSTRACT

Performing Hajj in a proper manner is a way of getting closer to Allah. The way we find this closeness with Allah through Namaz and Zakat, similar is the case with the obligation of Hajj. It is the fundamental pillar of Deen-Islam and the decisive element for the completion of Islam, mentioned in Quran: Today I have completed for you your Deen, Cindered upon you my blessings and chose Isalm as a Deen for forever. Hazrat Muhammad (SAW) said during Hujja tu lwida Address that learn the proper way of performing Hajj from me as I might not meet you next yearTo color ourselves in the colour of Ibrahim's nation is the best source to create Jazbat e kahlili in ourselves. It is the need of time to perform Hajj in the right manner from the interpretation of the Hadith from Kitab Ul Haj among these shurooh bukhari sharif interpretations "Ghaniatul Qari sharah Sahih Bukhari" is the best.

Keywords: Ghaniatul Qari sharah Sahih Bukhari, Al Hajj, Types of Hajj

حج کا لغوی و اصطلاح مفہوم

"وهوجمع منسك بفتح السّين او كسرها و هو المتعبّد مشترك بين المصدر والزّمان و المكان"[١]

حج کا لغوی معنی: لفظ حج حاء کے فتحہ اَلحَج اور کسرہ اَلحِـج دونوں کے ساتھ آتا ہے۔

شیخ عبد الخالق لکھتے ہیں:

"والمنسك المذبح والنسيكة الذبيحة و سمّيت افعال الحجّ كلّها مناسك والنّسك الطّاعة والعبادة و كلّ ما يتقرّب به الي الله تعالي و ما امر به الشرع و ما نهي عنه و النّاسك العابد-"[٢]

ترجمہ: اور منسک سے مراد قربانی ہے، نسیکۃ سے مراد ذبیحہ ہے، جس کی قربانی کی جائے اور حج کے تمام افعال کو مناسک کہا جاتا ہے۔ اور نسک سے مراد اطاعت اور عبادت ہے۔ ہر وہ چیز جس کو بجالا کر اللہ کا قرب حاصل کیا جائے اور جس سے اللہ نے منع کیا ہو۔ ناسک سے مراد عابد وزاہد ہے۔

"هو القصد لغة يقال حججت الشّيء إذا قصدته و قيل الحجّ قصد الشّيء مرة بعد اخري و لذا قيل حجّ البيت لأنّ النّاس يأتونه كلّ عام-"[٣]

* Phd Scholar, Islamia College University, Peshawar.
** Associate Professor, Department of Islamic Theology, Islamia College University, Peshawar.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

"لغوی مفہوم کے اعتبار سے مراد ارادہ وقصد کرنا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے "حججت الشيئ" جبکہ کسی شے کا ارادہ وقصد کیا ہو۔ اور کہا جاتا ہے کہ حج سے مراد کسی شے کا ایک مرتبہ ارادہ کرنے کے بعد پھر اس کا اعادہ کیا جائے۔ اسی لئے حج البیت کہا گیا ہے، اس لئے کہ لوگ ہر سال اس کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔"

امام طبری رحمہ اللہ نے منقول ہے: کہ کسرہ نجد والوں کی لغت ہے اور فتحہ غیر نجد کی۔ [۴]

حج کا اصل مفہوم

مطلق قصد وارادہ کرنا یا صرف کسی چیز کی زیارت کرنا ہے اس بارے میں علامہ ابن منظور افریقیؒ فرماتے ہیں:

"اَلحَجُّ القَصدُ، حَجَّ اِلینَا فُلَانٌ اَی قَدِمَ وَرجُلٌ مَحجُوجٌ اَی مَقصودٌ" [۵]

حج کا معنی ہے ارادہ کرنا، فلاں نے ہماری طرف ارادہ کیا یعنی وہ آیا اور وہ آدمی جس کی طرف ارادہ کیا جاتا ہے یعنی مقصود ہے۔

"قَالَ الْمُخَبَّلُ السَّعْدِيُّ وأَشْهَدُ-----يَقْصِدُونه وَيَزُورُونَهُ" [٦].

مخبل سعدی کا کہنا ہے کہ میں عوف سے بہت سے جتھے دیکھتا ہوں جو زبرقان کی زعفرانی دستار کو دیکھنے کا قصد کرتے ہیں، کہتا ہے کہ لوگ اس کی زیادت کی بناء پر اس کے پاس بار بار آتے رہتے ہیں اور سب سے مراد ان کا عمامہ یا پگڑی ہے۔

"قَالَ ابْنُ السِّكِّيت يَقُولُ يُكْثِرُونَ الاخْتِلَافَ إِليه هَذَا الأَصل، ثُمَّ تُعُورِفَ----------مِنْ ذَلِكَ وَجَاءَ فِي التَّفْسِيرِ:أَن النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَطَبَ النَّاسَ فأَعلمهم أَن اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمُ الحجَّ" [۷]۔

ابن السکیت نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس اصل کے بارے میں بہت اختلاف ہے، اور پھر یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں عبادات اور خاص طور پر گھر کی زیارت کے لیے جاتے وقت استعمال کیا جاتا تھا۔ کہتے ہیں" حَجَّ يَحُجُّ حَجًّا" حج قصد، توجہ بیت اللہ کی طرف مشروع اعمال، جو فرض، سنت کے ساتھ متوجہ ہونا، کہا جاتا ہے میں نے ضرور حج کیا، اگر آپ حج کا ارادہ کرتے ہوں بیت اللہ کی زیارت کا قصد کریں۔ اور دراصل اس کی تفسیر اور تعبیر اس آیت میں آیا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے لوگوں مخاطب کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ اللہ کی طرف تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔

خلیل بن احمد فراہیدی نحوی لکھتے ہیں کہ الحَجُ:"كَثْرَةُ القَصدِ اِلیٰ مَن يُعظَّم" [۸] "حج کسی عظیم جگہ کا بار بار قصد وارادہ کرنا ہے"۔

حج کا اصطلاحی مفہوم

علامہ عبداللہ بن احمد نسفیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"زِيَارَة مَكَانٍ مَخصُوصٍ فِي زَمَانٍ مَخصُوصٍ بفعلٍ مَخصُوصٍ" [۹]

"خاص افعال کے ساتھ ایک متعین زمانہ میں خاص مقام کی زیارت کرنا ہے، افعالِ خاص سے مراد طواف اور وقوف عرفات ہے مکان مخصوصہ سے مراد بیت اللہ شریف اور جبل عرفات ہے اور زمانہ مخصوصہ سے مراد اشہر حج (شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ) کے مہینے ہیں"۔

قرآن کریم میں دونوں طرح استعمال ہو کر آیا ہے کہ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ" [۱۰]

"حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْہِ سَبِیلاً"[11]

"لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (فرض) ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کریں"۔

علامہ ابن نجیمؒ مذکورہ تعریف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زیارت سے مراد طوافِ زیارت اور وقوف سے مراد وقوفِ عرفہ یعنی میدانِ عرفات میں ٹھہرنا ہے۔ مکان مخصوص سے مراد بیت اللہ اور وہ پہاڑ ہے جس کو عرفات کہا جاتا ہے۔ طواف میں زمانہ مخصوص سے مراد یوم النحر کے سورج طلوع ہونے سے لے کر زندگی کے اختتام تک اور وقوف میں زمانہ مخصوص سے مراد عرفہ کے دن سورج کے ڈھلنے سے لے کر عید (یوم النحر) کے دن فجر کے طلوع ہونے تک"۔[12]

علامہ شامیؒ نے اس کی تعریف میں کچھ تفصیل بیان کی ہے کہ مخصوص افعال کے ادا کرنے کے لیے خانہ کعبہ کا ارادہ کرنا یا وہ ایک مخصوص مکان کی زیارت مخصوص ایام میں مخصوص افعال کے ساتھ کرنا ہے زیارت سے مراد جانا ہے مکانِ مخصوص سے مراد خانہ کعبہ اور میدانِ عرفات ہے زمانہ مخصوص سے مراد اشہر حج ہیں اور وہ شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں اور ہر فعل کے لئے ایک خاص زمانہ ہے مثلاً طواف بیت اللہ کے لئے جمہور علماء کرام کے نزدیک یوم النحر کے فجر سے لے کر زندگی کے اختتام تک اور عرفات کے وقوف کا زمانہ عرفہ کے دن سورج کے ڈھلنے (زوال الشمس) سے لے کر یوم النحر کے فجر کے طلوع ہونے تک ہے فعلِ مخصوص سے مراد یہ ہے کہ کوئی احرام کی حالت میں حج کی نیت کے ساتھ متعین و مخصوص جگہوں کی طرف آئے۔[13]

حج کی شرعی حیثیت شیخ عبد الخالقؒ باجوڑی اپنی ضخیم کتاب غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں:

حج کی فرضیت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماعِ اُمت اور عقلی طور پر ثابت ہے۔

۱۔ آپؒ نے کتاب خداوندی سے دلیل پیش کر کے کہا: حج ایک فرض، ضروری حکم ہے جس کی فرضیت اللہ کی کتاب سے ثابت ہے، جیسے: "وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْہِ سَبِیلاً"[14] "لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (فرض) ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کریں"۔

شیخ عبد الخالقؒ آگے لکھتے ہیں کہ یہ جمہور کے نزدیک حج کے وجوب کی دلیل ہے جبکہ بعض کے نزدیک حج کے وجوب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان اور حج و عمرہ اللہ کے لئے مکمل کرو ہے، جبکہ پہلی صورت زیادہ ظاہر ہے، اس کے متعلق کئی احادیث وارد ہوئی ہیں، جان لیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور یہ ہر ایک آزاد، عاقل و بالغ مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے، شرط یہ ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ جس پر حج لازم ہو گیا اور اس نے حج نہ کیا اور اس کی ادائیگی کی طاقت و قدرت رکھنے سے پہلے مر گیا تو اس پر حج کی فرضیت ساقط ہو جائے گی[15]۔۔۔۔ اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ حج بچے پر فرض نہیں ہے۔ اور حج بلوغت سے پہلے کرے تو پھر اس سے اسلام کے حج کی فرضیت ساقط نہ ہو گی اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ جو کوئی زادراہ نہیں پاتا اور سواری نہیں پاتا اگر وہ حج کرے تو اس کے لئے مستحب ہے۔ لیکن ضروری یہ ہے کہ وہ بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر جانے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور اس کے پاس اتنی طاقت ہو کہ وہ راستے میں کما کر کھا سکتا ہو۔[16]

حج کی فرضیت کے بارے میں آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ لکھتے ہیں:

"من استطاع اليه سبيلا[17]_ بدل من النّاس او بيان له و فسّر السّبيل بالزّاد والرّاحلة[18] كما في حديث ابن عمر فقام آخر و قال ماالسّبيل يارسول الله قال الزّاد والرّاحلة"[19]

"جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو، یہ من الناس سے بدل ہے یا پھر اس کی وضاحت اور بیان ہے۔ اور راستے کی تفسیر زاد راہ سے اور سواری سے کی گئی ہے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سبیل کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد زاد راہ اور سواری ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد صحت ہے۔"

اور جو کوئی کفر کرے یعنی کہ حج کی فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے[20] اور کہا گیا ہے کہ جو حج کرنے کی مکمل طاقت رکھتا ہو اور حج ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو گویا کہ اس نے اس کی فرضیت کا انکار کیا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ عبد الرحمان بن غنم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جو کوئی حج کی طاقت رکھتا ہو اور وہ حج کا دائیگی سے پہلے مر جائے تو کوئی پرواہ نہیں کہ چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔[21] میں (شیخ عبد الخالقؒ) کہتا ہوں کہ کفر کی بھی دو اقسام ہیں ایک عملی کفر ہوتا ہے اور دوسرا اعتقادی کفر ہوتا ہے۔ اور یہ پہلے کی بنیاد پر اعتقادی کفر اور دوسرے کی بنیاد پر عملی کفر ہے۔ اس لئے کہ اس بندے نے اس حج کے ساتھ کفار والا عمل کیا ہے، اس لئے کہ ان کا اعتقاد کفار کے اعتقاد کے مطابق ہے۔[22]

شیخ عبد الخالقؒ باجوڑی اپنی ضخیم کتاب غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری کا اسلوب عام شارحین کی طرح ہے۔ وہ حدیث کی وضاحت اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ عام محدثین شارحین کے طرز پر معتمد علماء کے اقوال، رائے سے تشریح کرتے وقت پیش کرتے ہیں جیسے:

"واختلفوا في العمرة فقال ابوحنيفة و مالك انّها سنّة[23] و ليست بفرض لأنّ افعال العمرة تؤدي في ضمن افعال الحجّ فكانت العمرة المستقلّة نفلا و قال احمد والشافعي في ارجح قوليه هي فريضة عملا بظاهر الاية و اتمّوا الحجّ والعمرة لله فهو تعالي لم يكتف بالحجّ عن العمرة۔"[24]

"اس کے علاوہ عمرہ میں علماء کا اختلاف ہے، ابو حنیفہؒ اور امالکؒ کہتے ہیں کہ عمرہ سنت ہے اور فرض نہیں ہے، اس لئے کہ عمرہ کے افعال حج کے افعال کے ساتھ کئے جاتے ہیں اس طرح عمرہ مستقل طور پر ایک نفل عبادت ہے، جبکہ احمدؒ اور شافعیؒ کے راجح قول کے مطابق عمرہ بھی فرض ہے۔ انہوں نے آیت کے ظاہر پر عمل کیا ہے کہ حق جل شانہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حج و عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو اللہ تعالیٰ نے عمرہ کو چھوڑ کر صرف حج کے ذکر پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کا بھی حج کے ساتھ ہی ذکر کیا ہے۔"

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (۶۲۰ھ) اپنی مشہور کتاب المغنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں فرضیتِ حج کی دلیل دو طرق سے بیان ہوئی ہے۔ ایک یہ کہ "وللهِ عَلَى النَاسِ"[25] میں "حرفِ علیٰ" استعمال ہوا ہے اور علیٰ عربی میں کلمہ ایجاب ہے یعنی بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر واجب ہے۔ جسے ادا کیئے بغیر اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے"۔ اور دوسرا فرمایا "وَمَن كَفَرَ"[26] اور "یہ بھی وجوبِ حج کی واضح دلیل ہے کہ حج کی فرضیت کا اعتقاداً انکار کرنا کفر ہے"۔[27]

حدیث کی رو سے حج کی فرضیت:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ--------- فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔"[28]

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر رسول ﷺ نے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض ہوا ہے سو حج کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ ہر سال یا رسول اللہ! آپ ﷺ چپ ہو رہے اس نے تین بار یہی عرض کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہوتا اور پھر تم سے نہ ہو سکتا سو تم مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو کہ جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں اس لیے کہ اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنے انبیا علیہم السلام سے بہت سوال کیے اور ان سے بہت اختلاف کرتے رہے پھر جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں اس میں سے جتنا ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع کروں اس کو چھوڑ دو۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے، یا کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: جہاد، وہ نیکی کا کوہان ہے، پوچھا گیا: اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ نے فرمایا: (حج مبرور) قبول۔[۲۹]

"عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَلَكَ[۳۰] زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ-----اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"[۳۱]

"علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر کے خرچ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور وہ حج نہ کرے تو اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر، اور یہ اس لیے کہ اللہ نے اپنی کتاب) قرآن (میں فرمایا ہے: اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں"۔

قرآنی نصوص، احادیث مبارکہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حج کی فرضیت، دین اسلام کے اہم ارکان میں سے ہے اور دین اسلام کی تکمیل احکام کے حوالے سورج کی روشنی سے بھی زیادہ واضح ہے جیسے کلام الٰہی میں ارشاد ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"[۳۲]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر ہمیشہ کے لیے پسند کر لیا۔"

حج کی فرضیت کی شرائط

شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ شارح غنیۃ القاری، شرح صحیح البخاری کے اسلوب عام مؤلفین کسی اہم فریضہ کی شرائط بیان کرتے ہیں اسی طرح شارح نے بھی ان کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے حج کی شرائط بیان کیے ہیں، جو ذیل ہیں:

علماء کا اجماع ہے کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور یہ ہر ایک آزاد، عاقل و بالغ مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ جس پر حج لازم ہو گیا اور اس نے حج نہ کیا اور اس کی ادائیگی کی طاقت و قدرت رکھنے سے پہلے مر گیا تو اس پر حج کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ حج بچے پر فرض نہیں ہے اور حج بلوغت سے پہلے کرے تو پھر اس سے اسلام کے حج کی فرضیت ساقط نہ ہو گی اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ جو کوئی زاد راہ نہیں پاتا اور سواری نہیں پاتا اگر وہ حج کرے تو اس کے لئے مستحب ہے۔[۳۳]

حج کی اقسام

۱۔حج اِفراد ۲۔حج تمتع ۳۔حج قران۔

۱۔حج افراد: لغت میں افراد کا معنی اکیلا اور تنہا ہے، اِصطلاح شریعت میں حجِ اِفراد اس حج کو کہتے ہیں کہ حاجی حج کے مہینوں میں میقات سے احرام باندھ کر صرف حج کی نیت کرے اور ان ایام میں عمرہ بالکل ادا نہ کرے، جو شخص حجِ افراد کرتا ہے اسے مفرِد کہا جاتا ہے۔

علامہ علاء الدین کاسانیؒ اپنی مایہ ناز کتاب " بدائع الصنائع"میں حج اِفراد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"المفرد با لحج ھوالذی یحرم بالحج لا غیر"[۳۴]

"مفرد بالحج وہ شخص ہوتا ہے، جو صرف حج کا اِحرام باندھتا ہے نہ کہ حج کے ساتھ غیر کا"۔

۲۔حج تمتع: حج کی اقسام میں سے دوسری قسم حج تمتع ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ"[۳۵]

"جو کوئی فائدہ اُٹھائے، عمرہ ملا کر حج کے ساتھ۔"

علامہ ابن المنذر فرماتے ہیں لغت میں تمتعاً یَتمتعُوا لِمتعَھیم کے پیش اور زبر کے ساتھ مأخوذ ہے بمعنیٰ نفع حاصل کرنا، نفع اٹھانا یعنی عمرہ کا حج تک نفع اُٹھانا"۔[۳۶]

اصطلاح شریعت میں حجِ تمتع سے مراد یہ ہے۔ کہ حج کے مہینوں میں میقات سے احرام باندھ کر پہلے عمرہ کی نیت کر کے اس میں حج کو شریک نہ کرے۔ صرف اسی کے افعال و ارکان ادا کر کے فارغ ہو جائے اور احرام کھول دے۔ پھر ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ یعنی حدودِ حرم کے اندر ہی حج کا اِحرام باندھ کر حج کی نیت کر کے اس کے ارکان و مناسک اداء کرے۔ ایسا حج کرنے والے کو حاجی متمتع کہا جاتا ہے۔

علامہ علاء الدین کاسانیؒ اپنی مایہ ناز کتاب "بدائع الصنائع " میں لکھتے ہیں کہ حج تمتع کرنے والا شریعت کی اصطلاح میں اس آفاقی (جو میقات سے باہر رہتا ہو) کو کہتے ہیں جو میقات سے عمرہ کا احرام باندھے۔ عمرہ کے تمام افعال یعنی طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ یا اس کے اکثر افعال کو ادا کرے اور وہ طواف کے چار چکر یا اس سے زیادہ حج کے مہینوں میں ادا کرتا ہے پھر اس کے بعد حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھ کر اسی سال حج کو ادا کرے اور اس کے درمیان میں یہ اپنے اہل و عیال اور گھر بار کی طرف نہ لوٹے، پس اس نے دو عبادتوں کو ایک ہی سفر میں جمع کیا۔ اسی وجہ سے اس کو حاجی متمتع کہا جاتا ہے۔[۳۷]

حج تمتع کے حوالے سے سیدنا عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع ادا فرمایا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حجِ تمتع کیا چونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کرتے تھے اس لیئے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کی اجازت عطا فرما کر زمانہ جاہلیت کی اس رسم کو ختم کر دیا۔[۳۸]

۳۔حجِ قران: حج کی اقسام میں سے تیسری قسم حج قران ہے، حج قران کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَأَتِمُّواْ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّهِ "[۳۹]

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے"

علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں حج قران کا ذکر ہے۔ اس اس بات سے استدلال کرتے ہیں کہ قران یہ لفظ قرن یقرن باب ضرب سے یا قرن یقرن باب نصر سے مأخوذ ہے، جس کے لغوی معنی ہے دو چیزوں کو آپس میں ملانا یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ایک ہی احرام میں جمع کرنا"۔[۴۰]

اِصطلاح شریعت میں ایک ہی احرام میں میقات سے حج و عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرنا۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ ادا کیا جائے، حج قران کہلاتا ہے۔ اور ایسے بندے کو قارِن کہا جاتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے پہلے عمرہ ادا کرنا ضروری ہے۔ پھر عمرہ کے اعمال سے فراغت کے بعد حالتِ اِحرام ہی میں رہ کر حج کے دنوں میں حج کے مناسک ادا کرنے چاہیں۔

علامہ کاسانی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حج قران کرنے والا شریعت کی اصطلاح میں اُس آفاقی (جو مواقیت سے باہر رہتا ہے) کو کہتے ہیں، جو عمرہ اور حج کے احرام کو عمرہ کے رکن یعنی پورا طواف یا اس کا اکثر حصہ ادا کرنے سے پہلے جمع کرے، پس وہ پہلے عمرہ کو ادا کرے اور عمرہ سے حلق یا قصر کے ذریعے سے حلال ہونے سے پہلے حج کو ادا کرے غیر آفاقی لوگ یعنی اہلِ مکہ اور اہل حل (جو مواقیت کے اندر رہتے ہیں) حج تمتع اور حج قران نہیں کرسکتے۔ ان کے لئے صرف حجِ اِفراد ہے۔ اور اگر حج تمتع یا حج قران کریں گے تو گناہ گار ہوں گے اور اس پر دم بھی واجب ہو جائے گا، چونکہ غیر آفاقیوں کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اس لئے کہ اس کی وجہ سے آفاقیوں (باہر سے آنے والے عازمین حج) کو عمرہ کی ادائیگی میں اِزدحام اور مزاحمت و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی بناء پر غیر آفاقیوں (اہلِ حل، اہلِ میقات) کے لئے عمرے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اسی طرح حجِ قران والے بھی حج سے پہلے مزید عمرے نہیں کرسکتے۔ کیونکہ انہوں نے میقات سے ہی عمرے اور حج دونوں کا اکھٹے احرام باندھ کر نیت کیا ہے عمرہ ادا کرنے کے بعد وہ احرام سے نہیں نکل سکتے، بلکہ انہی احرام کے ساتھ حج بھی ادا کریں گے۔ اور حج سے فراغت کے بعد اِحرام کھولیں گے۔"[41]

البتہ حجِ تمتع کرنے والے آفاقیوں کے لئے عمرہ سے فراغت کے بعد اور حج کا احرام باندھنے سے پہلے میقاتِ تنعیم یا کسی اور میقات پر جاکر احرام باندھ کر مزید عمرے کرنے کا مسئلہ بھی حل طلب مسائل میں سے ہے۔ اسی طرح مختلف بیرونی ممالک کے مسلمان بار بار عمرہ کرنے کے عادی ہیں۔ احادیث مبارکہ اور فقہ کی مستند مصادر اصلیہ میں اسے استحباب کا درجہ حاصل ہے۔ جبکہ حرمین شریفین کے علماء اور بالخصوص امام مالکؒ اسے مکروہ قرار دیتے ہیں، لہٰذا اس مسئلے پر تحقیق کرکے اس کا حل نکالنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

وہ علماء جو کئی بار عمرہ کرنے کے قائل ہیں ان کی دلائل ذیل ہیں:

۱۔ وہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی جن میں عمومی طور پر بار بار عمرہ اور حج کرنے کی فضیلت و ترغیب بیان کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺالعمرة الى العمرة كفارة لمابينهماوالحج المبرور ليس له جزاءالاالجنة"[42]

"سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک اس کے درمیان والے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے"۔

جو فقہاء کرامؒ حج تمتع کرنے والوں کے لئے مزید عمرے کرنا اور آفاقیوں کے لئے بار بار عمرہ کرنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں، ان کے دلائل درجہ ذیل ہیں:

رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ سے ایک ہی سفر میں ایک سے زیادہ عمرے کرنا ثابت نہیں ہے"۔ "رسول اللہ ﷺ نے چار اسفار کئے ہیں اور اپنے کسی سفر میں ایک سے زیادہ عمرہ ادا نہیں کیا اور نہ ان صحابہ کرامؓ نے ادا کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ شریکِ سفر تھے سوائے سیدۃ عائشہؓ کے کہ جب وہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کے موقع پر شریک تھی اور حجِ قران کا احرام باندھا تھا۔ دریں اثناء انہیں حیض شروع ہو گیا جس کی وجہ سے حجِ قران کا پہلا عمرہ نہیں کرسکی۔ اسی بناء پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ تمام لوگ حج و عمرہ دونوں

کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے لوٹوں گی؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھائی سیدنا عبد الرحمٰنؓ سے فرمایا کہ اپنی بہن کو تنعیم سے عمرہ کرادو، لہٰذا آپؓ نے انہیں تنعیم سے عمرہ کرایا، جو ایک عذر کی بناء پر تھا"۔

یہ حضرات فرماتے ہیں۔ کہ اگر ایک سفر میں ایک سے زائد عمرہ کرنا اور اسی طرح بار بار عمرہ کرنا ثواب کا باعث ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ ضرور کرتے"۔ "اس لیئے کہ یہی مقدس حضرات ہم سے کہیں زیادہ عبادت کرنے کے، نیکیوں اور اجر و ثواب کے حصول کی ہمہ وقت کوشش فرماتے تھے۔ اور دین و شریعت کے احکام و اعمال میں یہی حضرات اصل و مقتداء ہیں۔ جن کی اِقتداء کرنے کا ہمیں بھی حکم دیا گیا ہے"۔

جس طرح غیر آفاقیوں کو حج کے مہینوں میں مزاحمت اور ہجوم کی وجہ سے شریعتِ مطہرہ نے عمرہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ اور اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ تو بعینہ یہی علت حجِ تمتع کرنے والے آفاقی عازمینِ حج کے ایک عمرہ سے فراغت کے بعد مزید عمرے اور بار بار عمرہ کرنے میں ہے۔ جو نئے عازمینِ عمرہ کے لئے مختلف تکالیف و مشکلات کا باعث بنتا ہے۔

حاصل بحث:

جب روایات مقبولہ میں ظاہری طور پر تعارض نظر آئیں، تو اس مشکل کے حل کے لیے محدثین کے یہاں چار طریقے ہیں:

۱. تطبیق
۲. ترجیح
۳. تنسیخ
۴. توقف

یہاں فریقین کے دلائل کے پیش نظر مسئلہ مذکورہ پر غیر جانبدارانہ طور پر تجزیہ کر کے اعتدال اور توسط کی راہ نکالنا بے حد لازم اور ضروری ہے، جو حاجی حجِ قِران یا حجِ اِفراد کا اِحرام باندھ کر نیت کرتا ہے۔ وہ میقات سے صرف حج کرنے کی نیت کرتا ہے اور میقات سے حج کا احرام باندھنا مزید عمرے کرنے سے مانع سبب ہے۔ اسی لیے حجِ قران اور حجِ افراد کرنے والے حجاج کرام مزید عمرے ادا کر ہی نہیں سکتے۔ رہی بات حجِ تمتع کرنے والے آفاقی حجاجِ کرام کی جب ایک عمرہ سے فارغ ہو جائیں اور ایامِ حج ابھی تک شروع نہیں ہوئے تو ان کے لئے بھی حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے مزید عمرے کرنا کم از کم خلافِ اولیٰ اور کراہت سے خالی نہیں ہے کیونکہ جس طرح غیر آفاقیوں (اہلِ مکہ و اہلِ حل) کو حج کے مہینوں میں مزاحمت اور ہجوم کی بناء پر عمرہ کرنے سے روکا گیا ہے کہ آفاقی عازمینِ حج کو عمرہ کی ادائیگی میں زیادہ ازدحام اور مشقت و تکلیف کا باعث ہوگی جس کی وجہ سے غیر آفاقیوں کے لیئے ان دنوں میں شریعتِ اسلامی نے عمرہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے تو بعینہ یہی علت حجِ تمتع کرنے والے آفاقی عازمین حجاجِ کرام کے عمرہ سے فراغت کے بعد اور حج کا احرام باندھنے سے پہلے پہلے مزید عمرے کرنے میں ہے علاوہ ازیں عصرِ حاضر میں یہی مسئلہ اور سلسلہ پورا سال جاری رہتا ہے آفاقی لوگ بالخصوص بیرون ممالک والے جو بار بار عمرہ کرنے کے عادی ہیں اور عمرے کے لئے حرم شریف چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے حرم کے اندر ازدحام، ہجوم اور مزاحمت زیادہ ہوتا ہے۔ جو نئے عازمینِ عمرہ کے لئے مشقت اور تکلیف کا باعث بنتا ہے بناء بریں حجِ تمتع کرنے والے حجاج کرام کے لئے مزید عمرے کرنا اور بار بار متعدد عمرے کرنا خلافِ اولیٰ اور مکروہ ہے جس کے امام مالکؒ اور حرمین شریفین کے فقہاء کرام قائل ہیں اور عصرِ حاضر میں یہی قول قرینِ قیاس اور راجح معلوم ہوتا ہے۔

نتائج البحث

۱. حج آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قربت کا اہم وسیلہ ہے، جیسا کہ نماز، زکوۃ کے ذریعہ بندہ اپنے پروردگار کے دربار میں قربت کی ہمہ وقت تلاش میں ہے اسی طرح فریضہ حج بھی ہے۔

۲. دین اسلام کا بنیادی رکن اور تکمیل اسلام اسی اہم حکم پر ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں بیان کیا ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"[۴۳]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر ہمیشہ کے لیے پسند کر لیا۔"

۳. "خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ لَعَلِّي لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا "[۴۴] ۔آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا مجھ سے صحیح حج ادا کرنے کا طریقہ سیکھو شائد آئندہ سال میری آپ سے ملاقات نہ ہو سکے۔

۴. ملت ابراہیمی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنا ہے، اور جذبات خلیلی کو اپنے اندر پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

۵. کتاب الحج میں احادیث بخاری شریف کی تشریح کر کے صحیح طریقہ پر حج ادا ہونے میں ایک ضرورت ہے ان بہترین شروح بخاری شریف میں سے "غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری" بھی ہے، اگر موصوفؒ کی یہ مایہ ناز مخطوط شرح کو پبلش کر لیا جائے تو لوگوں کے لیے صحیح حج ادا کرنے میں معاون ومددگار ثابت ہوگی۔

۶. صوبہ خیبر پختونخواہ، علاقائی عالم کی کاوش کی حفاظت ہو جائے گی، جو سارے علاقے کے لئے باعث فخر ہوگی۔

۷. آئندہ نسل کے لیے اسلامی تعلیمات سے رغبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہوگا، لائبریریوں اور مکتبوں کی زینت ہوگی۔

حواشی وحوالہ جات

[۱] بدرالدین العینی، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، (بیروت: دار الکتب العلیۃ، ۲۰۰۱ء)، ص۹/۱۷۴

[۲] شیخ عبد الخالق باجوری، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۳] ایضًا

[۴] محمد ابن جریر طبری، جامع البیان فی تاویل القران، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۰ء)، ص۶/۲۶

[۵] ابن منظور افریقی، جمال الدین ابن منظور، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ)، ص۲/۲۲۶

[۶] ایضًا

[۷] ایضاً

[۸] الفراہیدی، ابو عبد الرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدی، معجم العین، (مکتبۃ الہلال، سطن) ص۳/۹

[۹] النسفی، عبد اللہ بن احمد النسفیؒ، کنز الدقائق، کتاب الحج، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۴ء) ص:۹۸

[۱۰] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ:۲/۱۹۷

[۱۱] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران:۳/۹۷

[۱۲] ابن نجیمؒ، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، (بیروت: دار المعرفۃ، سطن) ص۲/۳۰۷

[۱۳] ابن عابدین شامیؒ، محمد امین بن عمر ابن عابدین شامیؒ، الدر المختار مع الرد المحتار، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۲ء) ص ۲/ ۱۸۹

[۱۴] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران: ۳/ ۹۷

[۱۵] شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ (المتوفی ۱۴۴۲ھ)، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۱۶] شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۱۷] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲/ ۱۹۷

[۱۸] شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۱۹] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی، حدیث نمبر: ۲۹۹۸

[۲۰] محمد بن یوسف بن علي بن یوسف بن حیان أثیر الدین، البحر المحیط فی التفسیر للاندلسی، (بیروت: دار الفکر، سطن) ص ۳/ ۲۷۷

[۲۱] ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی، مصنف لابن ابی شیبہ، (الریاض: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ)، ج ۳، ص ۳۰۵

[۲۲] شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۲۳] ابو محمد عبد الوہاب بن علی بن نصر الثعلبی البغدادی المالکی ت ۴۲۲ھ، المعونۃ علی مذہب عالم المدینۃ الامام مالک بن انس للقاضی، (مکۃ المکرمۃ: المکتبۃ التجاریۃ)، ص ۵۰۲

[۲۴] شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۲۵] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران: ۳/ ۹۷

[۲۶] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران: ۳/ ۹۷

[۲۷] ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ حنبلیؒ، المغنی، (قاہرہ: مکتبۃ القاہرہ، ۱۹۶۸ء)، ص ۵/ ۵

[۲۸] مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ص ۴/ ۱۰۲، حدیث نمبر: ۳۳۳۶

[۲۹] مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ص ۴/ ۱۰۲، حدیث نمبر: ۱۳۵

[۳۰] أبو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، سنن الترمذی، ص ۲/ ۱۶۸، حدیث: ۸۱۲

[۳۱] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران: ۳/ ۹۷

[۳۲] القرآن الکریم، سورۃ المائدہ: ۴/ ۴

[۳۳] شیخ عبد الخالق باجوڑیؒ، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، (مخطوط)۔

[۳۴] علاء الدین أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی الحنفي، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸۶ء)، ص ۲/ ۱۶۷

[۳۵] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲/ ۱۹۷

[۳۶] ابن منظور افریقی، لسان العرب: ص ۸/ ۳۲۹

[۳۷] الکاساني الحنفي، بدائع الصنائع، ص ۲/ ۱۶۷

[۳۸] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم ۲/ ۴۰۳

[۳۹] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲/ ۱۹۷

[۴۰] ابن منظور افریقی، لسان العرب:، ص ۱۳/ ۳۳۲

[۴۱] الکاساني الحنفي، بدائع الصنائع، ص ۲/ ۱۶۸

[۴۲] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، ص ۳/ ۲ حدیث نمبر ۱۷۷۳

[۴۳] القرآن الکریم، سورۃ المائدہ: ۴/ ۴

[۴۴] البیہقی، السنن الکبری، ص ۵/ ۲۰۴، حدیث نمبر: ۹۵۲۴